قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ۔ ابو سعید

Online Edition

جمعرات 08 اپریل 2021ء | 25 شعبان 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:84

ارشادِ باری تعالیٰ

وَ قَالَ الرَّسُوۡلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوۡمِی اتَّخَذُوۡا ھٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَھۡجُوۡرًا

(الفرقان:31)

ترجمہ:۔ اور رسول کہے گا اے میرے ربّ! یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

قرآن اٹک کر پڑھنے والے کے لیے دو اجر

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ، وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ، لَهُ أَجْرَانِ

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کو مہارت سے پڑھنے والا کراماً کاتبین کے ساتھ ہے اور جو شخص اٹک اٹک کر اس حالت میں قرآن پڑھتا ہے کہ وہ اُس پر شاق ہے (یعنی اُس کی زبان آسانی سے نہیں چلتی، تکلیف کے ساتھ ادا کرتا ہے) تو اُس کے لیے دو اجر ہیں۔ (ایک تلاوت کا اور دوسرا محنت کا)۔ (مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضل الماھر بالقرآن والذی یتتعتع فیہ)

فرمانِ خلیفۂ وقت

پھر شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ کے ایک یہ معنی بھی ہیں کہ اس مہینے میں قرآن کا نزول شروع ہوا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی یہی روایت ہے کہ جبریل ہر سال رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نازل شدہ قرآن کا دور کیا کرتے تھے اور آپ کے وصال کے سال یہ دور دو مرتبہ کیا گیا۔ دو دفعہ قرآن کریم دہرایا گیا۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی ﷺ)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ اور اللہ تعالیٰ کے خاص منشاء سے آپ کا یہ طریق ہمیں توجہ دلاتا ہے کہ ہم قرآن کریم کو کم از کم ایک بار تو ضرور رمضان میں ختم کرنے کی کوشش کریں اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس پر غور بھی کریں۔ جب غور کریں گے، پڑھیں گے، سمجھیں گے تو تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کرنے والے ہوسکیں گے کہ ھُدًی لِّلنَّاس۔ کہ انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔ ان انسانوں کے لئے ہدایت ہے جو اس سے ہدایت لینا چاہتے ہیں اور ہدایت پڑھے اور سمجھے بغیر تو نہیں مل سکتی۔

پس اس کا پڑھنا اور پڑھ کر سمجھنا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ ہدایت دلائل کے ساتھ ہے۔ تم لوگوں کو صرف یہ حکم نہیں دے دیا کہ تم اس کو پڑھو، اس میں ہدایت ہے بلکہ ہر ہدایت کی دلیل دی گئی ہے۔ اس کو سمجھو، پڑھو اور اپنے اوپر لاگو کرو کیونکہ دلائل کے ساتھ سمجھی ہوئی بات پر عمل دل کی گہرائی سے ہوسکتا ہے، حقیقی رنگ میں ہوسکتا ہے۔ اس ہدایت کی روح کو سمجھتے ہوئے ہوسکتا ہے۔ پھر یہ کہ بَیِّنٰت کے ساتھ، دلائل کے ساتھ جو ہدایت ہے اس کو دوسروں تک پہنچانے اور غیروں کو سمجھانے میں بھی آسانی پیدا ہوتی ہے اور یوں قرآن کریم کے ذریعہ تبلیغ کا، ایک جہاد کا جو حکم ہے وہ بھی پورا ہوتا ہے۔ اور پھر یہ بھی اعلان فرمایا کہ اس میں فرقان بھی ہے۔ ایسے ٹھوس اور بیّن دلائل ہیں جو حق اور باطل میں فرق کر دیتے ہیں۔ اس پر عمل کرنے والا بھی دوسروں سے مختلف نظر آتا ہے۔ جو بھی قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کر رہا ہے وہ دوسروں سے بہرحال مختلف نظر آئے گا۔ اس کی عملی اور روحانی اور اعتقادی

بقیہ صفحہ 3 پر

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

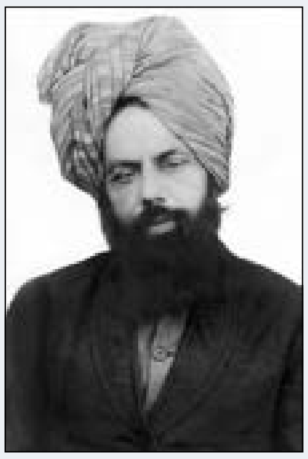

’’دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے‘‘

’’مَیں جوان تھا اور اب بوڑھا ہوگیا اور اگر لوگ چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ مَیں دنیا داری کے کاموں میں نہیں پڑا اور دینی شغل میں ہمیشہ میری دلچسپی رہی۔ مَیں نے اس کلام کو جس کا نام قرآن ہے نہایت درجہ تک پاک اور رُوحانی حکمت سے بھرا ہوا پایا۔‘‘

(سناتن دھرم ۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۷۴)

’’ہمارا خداوند کریم کہ جو دلوں کے پوشیدہ بھیدوں کو خوب جانتا ہے اِس بات پر گواہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک ذرّہ کا ہزارم حصّہ بھی قرآن شریف کی تعلیم میں کچھ نقص نکال سکے یا بمقابلہ اس کے اپنی کسی کتاب کی ایک ذرّہ بھر کوئی ایسی خوبی ثابت کر سکے کہ جو قرآنی تعلیم کے برخلاف ہو اور اس سے بہتر ہو تو ہم سزائے موت بھی قبول کرنے کو تیار ہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۹۸ حاشیہ نمبر ۲)

’’تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اُس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔‘‘

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

اس شمارہ میں

- ہر اک مصروفیت سے بالا تر رب کی عبادت ہو (منظوم)
- تعارف سورۃ المجادلۃ (58 ویں سورۃ)
- تعارف سورۃ الحشر (59 ویں سورۃ)
- دین (اسلام) آسان ہے

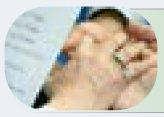

دربارِ خلافت

بہرحال ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعویٰ کو زلزلوں اور آفات کے ساتھ کس طرح جوڑا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پس حقیقی مومن کی پکار مشکل اور مصیبت سے نجات پانے کے بعد بھی اللہ ہی ہوتی ہے۔ لیکن بدعہد اور ناشکرے اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور پھر وہی ظلم و تعدّی، شرک اور ہر قسم کی برائیوں کا اُن سے اظہار ہوتا ہے۔ وہ اسی چیز میں پڑ جاتے ہیں۔ حقیقی مومن تو اس سے بڑھ کر ہے۔ یہی نہیں کہ صرف اپنے پر جو مشکل آئے اور مصیبت آئے تو تب ہی خدا تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے۔ صرف اپنے پر آنے والی مصیبت ہی انہیں ایمان میں مضبوط نہیں کرتی بلکہ جیسا کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے دیکھا ہے، دوسری قوموں کے انجام بھی خوف دلانے والے ہوتے ہیں۔ چاہے وہ ماضی میں گزری ہوئی قومیں ہیں یا اس زمانے میں ہمارے سامنے بعض قوموں کی مثالیں نظر آتی ہیں۔ اگر پرانی گزری ہوئی قوموں کا انجام اللہ تعالیٰ کا خوف دلانے والا ہوتا ہے تو پھر ایک مومن کے لئے جیسا کہ مَیں نے کہا اپنے زمانے میں دوسری قوموں پر آفات کس قدر خوفزدہ کرنے والی اور اپنے خدا کے آگے جھکنے والی اور اس سے رہنمائی مانگنے والی ہونی چاہئیں۔ لیکن دنیا اس بات کو نہیں سمجھتی۔ اکثریت سمجھتی ہے کہ موسمی تغیرات یا زمینی اور آسمانی آفات قانونِ قدرت کا حصہ ہیں اور کچھ عرصے بعد انہوں نے آنا ہی ہوتا ہے۔ ایک معمول ہے جن کے مطابق یہ آتی ہیں۔ آج کل کے پڑھے لکھے انسان کو اس علم نے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں سے ہی بے خوف کر دیا ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ قانونِ قدرت کے تحت آفات آتی ہیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ زلزلے جب آتے ہیں تو زمین کی نچلی سطح کی جو پلیٹس ہیں اُن میں تغیر زلزلوں کا باعث بنتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ نیوزی لینڈ یا جاپان وغیرہ کے علاقوں میں، مشرقِ بعید کے علاقوں میں جو جزائر ہیں وہ اِن پلیٹس کے اوپر آباد ہیں جس کی وجہ سے اِن علاقوں میں زلزلے زیادہ آتے ہیں۔ لیکن یہ بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے کسی بھیجے ہوئے اور فرستادے نے اپنی سچائی کے لئے اِن زلزلوں کی پیشگوئی تو نہیں کی؟

عرصہ ہوا غالباً یہ مولانا نذیر مبشر صاحب کے وقت کی بات ہے۔ گھانا میں جب یہ مبلغ ہوتے تھے تو انہوں نے جب احمدیت اور اسلام کی اس علاقہ میں تبلیغ کی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کا دعویٰ اور یہ نوید سنائی اور یہ تبلیغ کی تو گھانا کے اس علاقہ میں علماء نے اور اَور بہت سارے پُرانے لوگوں نے اُن کو کہنا شروع کیا کہ مسیح و مہدی کے آنے کی نشانی تو زلزلے ہیں۔ اگر آپ کا بیان سچا ہے تو ہمارے ملک میں پھر زلزلے کا نشان دکھائیں۔ اور گھانا ایسی جگہ ہے جہاں عموماً زلزلے نہیں آتے۔ چنانچہ آپ نے دعا کی اور اُس کے نتیجہ میں وہاں ایک زلزلہ آیا جس کی وجہ سے لوگوں میں بے چینی پیدا ہوگئی اور بہت سارے لوگوں نے عیسائیت میں سے احمدیت قبول کی۔ مسلمانوں میں سے بھی احمدی مسلمان ہوئے۔ جنہوں نے نہیں ماننا ہوتا وہ تو نہیں مانتے لیکن بہرحال وہاں زلزلے کا ایک نشان مشہور ہو گیا۔ (ماخوذ از روح پرور یادیں صفحہ 78-79)

بہرحال ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعویٰ کو زلزلوں اور آفات کے ساتھ کس طرح جوڑا ہے۔ اس کے بارے میں کیا بیان فرمایا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر حوادث اور زلزلوں کے بارے میں آپ نے کیا پیشگوئی فرمائی؟ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’حوادث کے بارے میں جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائے گی اور زلزلے آئیں گے اور شدّت سے آئیں گے اور قیامت کا نمونہ ہوں گے اور زمین کو تہ و بالا کر دیں گے اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائے گی۔ پھر وہ جو توبہ کریں گے اور گناہوں سے دستکش ہو جائیں گے خدا اُن پر رحم کرے گا۔ جیسا کہ ہر ایک نبی نے اس زمانے کی خبر دی تھی ضرور ہے کہ وہ سب کچھ واقع ہو۔ لیکن وہ جو اپنے دلوں کو درست کر لیں گے اور اُن راہوں کو اختیار کریں گے جو خدا کو پسند ہیں اُن کو کچھ خوف نہیں اور نہ کچھ غم۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تُو میری طرف سے نذیر ہے۔ مَیں نے تجھے بھیجا تا مجرم نیکو کاروں سے الگ کئے جائیں۔ اور فرمایا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ میں تجھے اس قدر برکت دوں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے‘‘۔

فرماتے ہیں کہ ’’آئندہ زلزلہ کی نسبت جو ایک سخت زلزلہ ہو گا مجھے خبر دی… اور فرمایا ’’پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی‘‘۔ اس لئے ایک شدید زلزلہ کا آنا ضروری ہے۔ لیکن راستباز اُس سے امن میں ہیں۔ سو راستباز بنو اور تقویٰ اختیار کرو تا بچ جاؤ۔ آج خدا سے ڈرو تا اُس دن کے ڈرنے سے امن میں رہو۔ ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھاوے اور زمین کچھ ظاہر کرے۔ لیکن خدا سے ڈرنے والے بچائے جائیں گے‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی۔ کچھ تو اُن میں سے میری زندگی میں ظہور میں آ جائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی۔ اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد‘‘۔ (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20۔ صفحہ 302 تا 303)

تو یہ آپ کا دعویٰ ہے۔ اور جیسا کہ ایک مرتبہ پہلے بھی غالباً گزشتہ سال مَیں اسی حوالے سے بیان کر چکا ہوں کہ گزشتہ سو سال کے دوران جو آفات اور زلازل آئے ہیں وہ اس سے پہلے ریکارڈ نہیں ہوئے۔ چھوٹے چھوٹے (ریکارڈ) نہیں ہوئے لیکن جو پرانی بڑی بڑی آفتیں آئی ہیں وہ ریکارڈ میں موجود ہیں۔ لیکن اتنی زیادہ نہیں جتنی اس سو سال میں۔ اللہ تعالیٰ یہ نشان دنیا کے مختلف حصوں میں بار بار دکھا رہا ہے۔ اس لئے بار بار ہمیں اس انذار کو اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ اپنے ایمانوں کو بھی مضبوط کر سکیں اور دنیا میں بھی اُس پیغام کو پہنچانے کا حق ادا کر سکیں جس کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے۔ آپؑ نے واضح فرمایا ہے کہ میرا نشان میری زندگی کے بعد بھی ظاہر ہوتا رہے گا۔ پس جس طرح شدت سے آپ نے دنیا کو اس نشان سے آگاہ کیا ہے ہمیں بھی دنیا کو آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔

(خطبہ جمعہ 18/ مارچ 2011ء)

ہر اک مصروفیت سے بالا تر رب کی عبادت ہو

خلیفہ سے محبت کا تقاضا ہے اطاعت ہو
نہ ہو نفرت کسی سے بس محبت ہی محبت ہو

ہماری جان، مال، اولاد ہو اللہ کی خاطر
ہماری زندگی کا لمحہ لمحہ دیں کی خدمت ہو

کریں ایسے عمل جن سے کہ خود تبلیغ ہو جائے
وہ ہو کردار جس سے دینِ احمدؐ کی اشاعت ہو

دل و جاں سے کریں تعمیل جو بھی آپ فرمائیں
کہیں لبیک ہر تحریک پر اور اس میں سبقت ہو

بہت میٹھی زباں ہو اور تحمل ہو طبیعت میں
کبھی بھی آپ کو ہم سے نہ کوئی بھی شکایت ہو

صلاحیت ہے جو بھی وقف ہو سب دین کی خاطر
خلیفہ کی اطاعت ہو خلافت سے محبت ہو

پہنچ جائے علم اسلام کا ہر سمت دنیا میں
ہماری کاوشوں کا ماحصل انساں کی خدمت ہو

خدایا علم و عرفاں میں ترقی ہر گھڑی دینا
ہر اک میدان میں اعلیٰ تریں اپنی جماعت ہو

ہو اٹھتے بیٹھتے یادِ الٰہی لب پہ اور دل میں
ہر اک مصروفیت سے بالا تر رب کی عبادت ہو

خدا کے در پہ گر جائیں دعائیں ڈوب کر مانگیں
دعا ہی میں سکوں ہو اور طمانیت ہو راحت ہو

(امۃ الباری ناصر)

ابو سلطان

تعارف سورۃ المجادلة (58 ویں سورۃ)

(مدنی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 23 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورۃ قرآن کریم کی آخری سات مدنی سورتوں میں سے دوسری ہے۔ اس میں ظہار جیسی بد رسم کی تفصیل پر روشنی ڈالی گئی ہے یعنی اپنی بیوی کو اپنی ماں کہہ دینے کی رسم جس کا سرسری طور پر ذکر سورۃ الاحزاب میں ہوا تھا، جس سے پتہ چلتا ہے کہ موجودہ سورۃ، سورۃ الاحزاب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ مگر جیسا کہ سورۃ الاحزاب ہجرت کے پانچویں سے ساتویں سال میں نازل ہوئی، موجودہ سورۃ اس سے قبل نازل ہوئی ہوگی، غالباً تیسرے یا چوتھے سال میں۔ سابقہ سورۃ یعنی الحدید میں اہل کتاب کو بتایا گیا تھا کہ خدا کے فضلوں پر صرف ان کی اجارہ داری نہیں ہے اور جیسا کہ انہوں نے بار بار خدا کے رسولوں کی مخالفت کی، انہیں جھٹلایا اور ظلم و تعدی کا نشانہ بنایا لہٰذا اب نبوت ہمیشہ کے لئے بنی اسماعیل کے ساتھ رہے گی۔

موجودہ سورۃ میں مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ مادی ترقی انکے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کو دشمنی میں بڑھا دی گی۔ اسلئے انہیں اپنے دشمنوں کی سازشوں اور بد حرکات سے مستقل طور پر ہوشیار رہنا ہوگا۔ اور یہ قرآن کریم کا مستقل طریق ہے کہ جب بھی اسلام کے دشمنوں کی بدحرکات کا ذکر ہوتا ہے، چند معاشرتی برائیوں کا ذکر ضرور ہوتا ہے۔ یہ طریق سورۃ النور اور الاحزاب میں اپنایا گیا ہے اور موجودہ سورۃ میں بھی یہی طریق اپنایا گیا ہے۔

مضامین کا خلاصہ

اس سورۃ کا آغاز جس بد رسم کی شدید مذمت سے ہوا ہے اور ایک مسلمان عورت حضرت خولہؓ کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو ماں کہہ دے تو اسے ایک غیر اخلاقی حرکت کے مرتکب ہونے کی وجہ سے کفارہ ادا کرنا ہوگا یعنی غلام کو آزاد کرنا ہوگا اگر وہ غلام رکھتا ہو، یا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے ہوں گے یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا ہوگا۔

پھر یہ سورۃ اسلام کے اندرونی دشمنوں کی خفیہ سازشوں اور تدبیروں کا ذکر کرتی ہے اور خفیہ گروہوں کے قیام کی مذمت کرتی ہے اسی طرح خفیہ مشوروں کی بھی جو ان گروہوں کی معاونت میں کئے جائیں۔ پھر حسب موقع بجا طور پر یہ سورۃ آگے چل کر معاشرتی اجتماعوں کے آداب اور قواعد و ضوابط بیان کرتی ہے اور اپنے اختتام پر یہ سورۃ اسلام کے مخالفین کو واضح طور پر ہوشیار کرتی ہے کہ اپنی مخالفت کے باعث وہ خدا کے غضب کے مورد بنیں گے اور اسلام کی کامیابی کے راستے میں کبھی حائل نہیں ہوسکیں گے۔

کفار کو جو تنبیہ کی گئی ہے ایسی ہی سخت تنبیہ مومنین کو بھی کی گئی کہ کسی بھی صورتحال میں وہ اسلام کے دشمنوں کو دوست نہ بنائیں خواہ وہ انکے ساتھ کیسے ہی قریبی تعلق نہ رکھتے ہوں کیونکہ اسلام کی مخالفت کے باعث وہ خدا کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں اور پکے ایمان کے ساتھ، خدا کے دشمنوں سے دوستی رکھنا مناسب نہ ہے۔

تعارف سورۃ الحشر (59 ویں سورۃ)

(مدنی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 25 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورۃ آخری سات مدنی سورتوں میں سے تیسری ہے۔ سابقہ سورۃ میں مدینہ کے یہودیوں کی اسلام کے خلاف سازشوں اور بدحرکات کا ذکر کیا گیا تھا موجودہ سورۃ میں ان کی سزا کے بارے میں بتایا گیا ہے بالخصوص مدینہ کے قبیلے بنو نظیر کے جلاوطن کئے جانے کا، جو تین یہودی قبائل (بنو قینقاع، بنو نظیر اور بنو قریظہ) میں سے ایک تھا۔ یہ جلاوطنی غزوہ احد کے چند ماہ بعد ہجرت کے چوتھے سال میں ہوئی۔ یہ جلا وطنی آپ ﷺ کی غیر معمولی فراست، حکمت اور دور اندیشی کا ثبوت ہے۔ کیونکہ مدینہ کے یہودیوں کو یہاں رہنے کی اجازت دے دی جاتی تو وہ اپنی سازشوں اور خفیہ تدبیروں کی وجہ سے اسلام کے لئے ایک مستقل خطرہ ثابت ہوتے۔ پھر اس سورۃ میں مدینہ کے منافقوں کا ذکر کیا گیا ہے جو نہ تو پکے مسلمان ہیں اور نہ یہودی ہیں۔ منافق بنیادی طور پر بزدل ہوتا ہے اور ایک بزدل آدمی کسی کے ساتھ بھی مخلص یا قابلِ اعتماد نہیں ہوتا۔ مدینہ کے منافق بعد میں خطروں کے وقت یہودیوں کے ساتھ بھی بدعہدی کے مرتکب ہوئے۔

یہ سورۃ خدا کی تحمید سے شروع ہوتی ہے اور مسلمانوں کو اس نصیحت پر ختم ہوتی ہے کہ انہیں رحیم و کریم خدا کی خوب تعریف کرنی چاہیئے جس نے ان کے دشمنوں کے جملہ بد ارادے ابتداء میں ہی دبا دئے اور انکے لئے ترقی اور کامیابی کی غیر معمولی شاہراہیں کھول دیں۔ اس سورۃ کے مضامین کی سورۃ الانفال کے مضامین سے بہت قریبی مشابہت ہے۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

حالت بھی دوسروں سے نمایاں طور پر اعلیٰ درجے پر پہنچی ہوگی۔ اور قرآن کے مقابل پر جب ہم دوسروں سے بات کرتے ہیں تب بھی جب ہم قرآن کی دلیل سے بات کریں گے تو قرآن کے مقابل پر کوئی اور کتاب یا کوئی اور دین کھڑا ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں ایسی تعلیمات ہیں، ایسے تاریخی شواہد ہیں، دوسرے دینوں کے مقابل پر ایسے دلائل ہیں جو روز روشن کی طرح اپنی برتری ثابت کر دیتے ہیں۔ اس کتاب کے شروع سے آخر تک خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے اور اب تک اپنی اصلی حالت میں محفوظ رہنے کا قرآن کریم اعلان کرتا ہے اور ہمیشہ محفوظ رہنے کا قرآن کریم اعلان کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رمضان کے مہینے میں روزوں کے ساتھ جو ایک مجاہدہ ہے اس علم و عرفان کے خزانے کو پڑھنے اور سیکھنے کی بھی کوشش کرو اور اس کی تعلیمات کو اپنی زندگیوں کا حصہ بناؤ۔ اس کے احکامات پر غور کرو اور اپنی زندگیوں پر لاگو کرو۔ اس کے بھولے ہوئے حصے کو اس مہینے میں بار بار دہرا کر تازہ کرو۔ اس کی تعلیمات کی جگالی کر کے اس مہینے میں اپنا جائزہ لو کہ کس حد تک تم قرآن کریم پر عمل کر رہے ہو۔

(خطبہ جمعہ 11 جولائی 2014ء بحوالہ الاسلام)

تبرکات حضرت سید میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ

دین (اسلام) آسان ہے

حدیث

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ وَ لَنْ یُّشَادَّ الدِّیْنَ اِلَّا غَلَبَہٗ فَسَدِّدُوْا وَ قَارِبُوْا وَ اَبْشِرُوْا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالْغَدْوَۃِ وَالرَّوْحَۃِ مِنَ الدُّلْجَہِ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے دین (اسلام) آسان ہے اور جو کوئی بھی دین میں حد سے بڑھے گا۔ دین اس کو مغلوب کر دے گا۔ پس میانہ روی اختیار کرو۔ حدود کے قریب قریب رہو اور خوش رہو۔ صبح و شام دعا و ذکر سے اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرتے رہو اور ایسا ہی رات کے پچھلے پہر۔

اسلام کے احکام فطرتِ انسانی کے مطابق ہیں اور انسان ان کو بغیر کسی دقت کے سرانجام دے سکتا ہے۔ لیکن برعکس اس کے دوسرے مذاہب مثلاً عیسائی و آریہ وغیرہ ان کے احکام ایسے سخت اور پیچیدہ ہیں۔ جن کو انسان خوش اسلوبی سے سرانجام نہیں دے سکتا مثلاً آریہ سماج کی تعلیم مردہ جلانے کے متعلق یہ ہے کہ مردہ کے وزن سے سہ گنا گھی ہونا چاہیے۔ اگر اتنا نہ مل سکے تو دوگنا اور اگر اتنا بھی نہ مل سکے تو کم از کم مساوی الوزن ہونا ضروری ہے۔ چاہے بھیک مانگ کر کیوں نہ جمع کیا جائے۔ اس پر کون عمل کرتا یا کرسکتا ہے۔ اسی طرح عیسائیوں میں کئی ایسے احکام ہیں جن پر عمل کرنا نہایت ہی مشکل امر ہے۔ چنانچہ پولوس رسول فرماتے ہیں «اگر تیری بیوی نہیں۔ تو بیوی کی تلاش نہ کر۔» (باب 7 آیت 27 کرنتھیوں) یہ تو ایسی بات ہوئی کہ انسان کو آنکھیں دی گئی ہیں وہ ان سے کام نہ لے۔ پاؤں دیئے گئے ہیں ان سے کام نہ لے۔ انسان کو اعضاء رجولیت دیئے گئے ہیں ان سے بھی کام نہ لے۔ کیا فطرت انسانی کا یہی تقاضا ہے۔

اب ہم مذہب اسلام کو لیتے ہیں اور نماز فجر کی مثال پیش کرتے ہیں کہ کیا یہ حکم فطرت انسانی کے خلاف ہے یا اس کے مطابق۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ زمیندار وغیرہ جن کے متعلق ایسے کام ہوتے ہیں جو کہ علی الصبح ہی سرانجام دیئے جاسکتے ہیں۔ وہ قریباً تین بجے بیدار ہوتے ہیں۔ مسافر بھی علی الصبح اپنے سفر کی تیاری شروع کر دیتے ہیں۔ غرض ہر شخص جس کو کوئی دنیاوی غرض ومنفعت کا خیال ہو وہ علی الصبح بیدار ہونے کے لئے فکر مند رہتا ہے۔ جب انسان دنیاوی غرض ومنفعت کے لئے علی الصبح بیدار ہو سکتے ہیں اور انسانی فطرت اس امر کو گراں محسوس نہیں کرتی تو دینی امر یعنی نماز کے لئے اٹھنا بھی فطرت انسانی کے خلاف نہیں قرار دیا جا سکے گا۔

اسی طرح ان مذاہب کے عقائد ہیں جو کہ قریباً تمام کے تمام عقدۂ لاینحل کی طرح ہیں۔ مثلاً عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ تین میں ایک اور ایک میں تین۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ انسانی دماغ اس کو قبول کرنے سے قاصر ہے۔ امرت سر میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ڈپٹی آتھم کے مابین مباحثہ ہوا اور پندرہ دن تک جاری رہا۔ جو جنگ مقدس کے نام سے مشہور ہوا تو ڈپٹی آتھم درمیان میں دو دن بیمار ہو گئے۔ مباحثہ کے لئے ان کے پریذیڈنٹ مارٹن کلارک آئے اور انہوں نے کہا کہ میں محمدیؐ وحدانیت کو صحیح نہیں سمجھتا کیونکہ اسے تو ایک بچہ بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ لیکن ہماری (عیسائیوں) کی وحدانیت ایسی ہے جو کہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتی اور یہی صحیح وحدانیت ہے۔ حضرت خلیفہ اولؓ ایک مرتبہ ایک انگریز پادری کے ہاں گئے اور نوکر کو اندر یہ کہہ کر بھیجا کہ توحید فی التثلیث کی وضاحت کر جائیں۔ پادری صاحب نے جواب بھیجا کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جو کہ ایشیائی دماغ نہیں سمجھ سکتے۔ حضرت خلیفہ اول نے نوکر کو پھر اندر بھیجا کہ پادری صاحب سے پوچھ آؤ۔ حضرت عیسیٰ کہاں کے رہنے والے تھے۔ نوکر نے آکر جواب دیا کہ پادری صاحب اس سوال پر خاموش رہے۔

غرض یہ ایسا عقیدہ ہے جو کہ بالکل سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ اسی طرح آریوں میں نیوگ کا ایسا مسئلہ ہے جس پر عمل کرنے کے متعلق سوامی دیانند بہت زور دے گئے ہیں۔ لیکن تم کسی آریہ سے پوچھو کہ اس پر عمل کرتے ہو۔ تو وہ نفی میں جواب دے گا۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ عقیدہ ہی ایسا ہے جس پر عمل کرنے کے لئے فطرت انسانی معذور و لاچار ہے۔

لیکن ان مذاہب کے برعکس کامل و اکمل دین اسلام کے کسی عقیدہ اور حکم کو لو۔ انسانی فطرت کے مطابق اور نہایت آسانی سے ہو جانے والا ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے جو کوئی بھی دین میں حد سے تجاوز کرے گا اس سے دین کو کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ لیکن دین اس شخص پر غالب آ جائے گا۔ مثلاً کوئی شخص ایک گھنٹہ روزانہ نماز تہجد میں خرچ کرتا ہے۔ اگر وہ چاہے کہ میں اس سے زیادہ عبادت کیا کروں تو وہ شخص چاہے کس قدر لمبی عبادت کرے تھک جائے گا۔ لیکن دین پھر ویسا کا ویسا ہی ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادات ایسی اختیار کرنی چاہئیں جو آسانی سے ادا ہو سکیں۔

خدا تعالیٰ کو عبادات کے ذریعہ خوش کرنے کے متعلق بھی دو معیار ہیں۔ ایک معیار اسلامی دوسرا غیر مذاہب کا۔ اسلام کا معیار یہ ہے کہ خدا کی اطاعت میں عبادات و احکام بجا لانا۔ غیر مذاہب والوں کا معیار یہ ہے کہ نفس کو جس قدر زیادہ سے زیادہ تکلیف میں ڈالا جا سکے ڈال کر خدا کو خوش کرنا۔ اب ہم فطرتِ انسانی کے ساتھ ان دونوں کا موازنہ کرتے ہیں۔

ہندوؤں میں جسم کو طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا کر کے خدا کو خوش کرنے کے کئی طریقے ہیں مثلاً ساری ساری رات ایک ٹانگ پر کھڑے رہنا۔ سردیوں میں ساری رات پانی میں گزار دینا۔ گرمیوں میں سارا سارا دن دھوپ میں گزار دینا۔ مٹھی بھر جَو کھا کر چالیس دن بھوکے رہنے کا چلّا کاٹنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایسی عبادات ہیں جن کو ادا کر کے وہ خیال کرتے ہیں کہ خدا اس طرح خوش ہوتا ہے۔ حالانکہ ان کا یہ خیال اصلیت کے برعکس ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھ آئے گی کہ ایک شخص کے دو بیٹے ہیں۔ ایک نے باپ کو خوش کرنے کا یہ طریقہ سوچا

کہ میں سارا دن دھوپ میں کھڑا رہوں گا لیکن دوسرا بیٹا باپ کے پاس رہا اور جو کام اس نے بتائے اس نے ان کو اطاعت کے ساتھ سرانجام دیا۔ بتاؤ کہ تم کس بیٹے کو فرمانبردار کہو گے۔ کیا اس کو جو دھوپ میں کھڑا رہا۔ یا دوسرے کو جس نے والد کے پاس رہ کر اس کی اطاعت کی۔

پس یہ امر ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان کو تکلیف میں ڈالتا ہے وہ سخت غلطی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اسی میں ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ جب اس کا حکم ہو کھانا کھائے۔ جب حکم ہو عبادت کرے۔ جب حکم ہو سوئے وغیرہ وغیرہ۔ اسی لئے قرآن مجید ہماری راہنمائی کرتے ہوئے بیان فرماتا ہے

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

(النساء:60)

خدا اور رسول کی اطاعت کرو

صوفیوں میں رواج ہے کہ رات کو نماز پڑھتے پڑھتے اگر اونگھ آ جائے تو رسہ لٹکا کر، ٹانگیں اوپر باندھ کر لٹک جاتے ہیں اور اس نماز کا نام انہوں نے «صلوٰۃ معکوس» رکھا ہے۔ ایسی عبادات خدا کو خوش کرنے کے خلاف ہیں۔ کیونکہ یہ عبادات اس کی اطاعت کے ماتحت ادا نہیں کی جاتیں۔

پس آسان اور صحیح دین دنیا میں صرف اور صرف اسلام ہی ہے۔ جس کے احکام وعقائد انسانی عقل کی سمجھ سے بالاتر نہیں۔ بلکہ آسانی سے عمل میں لائے جاسکتے ہیں۔

حدیث میں آگے جا کر آسانی سے عبادات ادا کرنے کے طریق اور اوقات بتائے گئے ہیں۔ فَسَدِّدُوْا سے مراد یہ ہے کہ حدود سے تجاوز نہ کرو۔ قَارِبُوْا سے مراد قریب قریب رہو اور خوشی سے عبادات بجالاؤ اور صبح وشام دعا و ذکر سے خدا تعالیٰ کی مدد طلب کرتے رہو۔ اسی طرح رات کے پچھلے پہر بھی۔ تا تمہیں قرب الٰہی حاصل ہو۔ آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان قرآن مجید کے اس حکم کے مطابق ہے۔

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا۔ وَمِنَ الَّیْلِ فَاسْجُدْ لَہٗ وَسَبِّحْہُ لَیْلًا طَوِیْلًا۔ (الدھر:26-27)

(ادارہ)

غلام مصباح بلوچ

حضرت خان محمد یحیٰ خان صاحب رضی اللہ عنہ
آف شاہ آباد ضلع ہردوئی (اتر پردیش انڈیا)

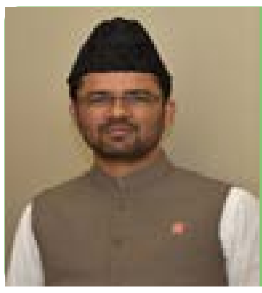

حضرت خان محمد یحیٰ خان صاحب رضی اللہ عنہ شاہ آباد ضلع ہردوئی (بھارت) کے رہنے والے تھے اور حضرت حکیم انوار حسین خان صاحب رضی اللہ عنہ یکے از 313 رفقاء احمد (وفات: 27؍جولائی 1931ء مدفون بہشتی مقبرہ قادیان) کے بیٹے تھے۔ آپ کے والد صاحب نے 1892ء میں بیعت کر لی تھی جبکہ آپؓ کی پیدائش 1894ء میں ہوئی۔ اس لحاظ سے آپ پیدائشی احمدی تھے۔ 1904ء میں آپ کے والد صاحب نے آپ کو تعلیم کے لیے قادیان بھیج دیا۔ اسی موقع پر آپ نے پہلی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا شرف پایا۔ آپ اپنی روایات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میرے والد صاحب مرحوم حکیم مولوی انوار حسین خان صاحب سکنہ شاہ آباد ضلع ہردوئی یو۔پی.... دیوبند کے دستار بند مولوی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کا یہ واقعہ اکثر سنایا کرتے تھے کہ میں پہلی مرتبہ قادیان دارالامان 1892ء میں آیا تھا اور اس وقت مہمان گول کمرہ میں ٹھہرا کرتے تھے۔ میں بھی وہیں ٹھہرا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ساتھ ہی کھانا تناول فرمایا کرتے تھے اور کھانا کھاتے کھاتے اٹھ کر اندر تشریف لے جاتے اور کبھی چٹنی کبھی اچار لے کر آتے کہ آپ کو مرغوب ہوگا۔ غرض کہ کھانا خود بہت کم کھاتے اور مہمانوں کی خاطر زیادہ کیا کرتے تھے۔

1902ء میں میرے بڑے بھائی عبدالغفار خان کو تعلیم کی غرض سے دارالامان بھیجا اور اس کے بعد 1904ء میں جب بڑے بھائی صاحب گرمی کی رخصتیں ختم کرنے کے بعد واپس آنے لگے تو مجھے بھی بھیج دیا اور اس کے بعد میرے مجھلے بھائی عبدالستار خان کو۔ میں جب قادیان آیا اس وقت میری عمر دس (10) سال کی تھی اور بورڈران میں سب سے چھوٹا تھا۔ والد صاحب مرحوم جب کبھی قادیان آتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع ہوتی تو حضور حافظ حامد علی صاحب مرحوم کو بھیج کر بلوا لیتے۔ میں بھی والد صاحب کے ہمراہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ ان دنوں اکثر حضور مسجد مبارک کی بغلی کوٹھڑی جہاں ام المومنین ایدھا اللہ کا راستہ ہے یا مسجد میں ملاقات فرمایا کرتے تھے اور وہاں کے علماء اور اعزا کی مخالفت کا حال دریافت فرماتے رہتے۔

حضرت ام المومنین ایدھا اللہ تعالیٰ کو کسی کام کی ضرورت پیش آتی تو ہم چھوٹے بچے بورڈنگ تعلیم الاسلام کے جو ان دنوں مدرسہ احمدیہ میں ہوا کرتے تھے، کام کرنے کی خاطر شوق سے آجاتے۔ مجھے یاد ہے کہ اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم بچوں کے متعلق دریافت فرماتے: یہ کون ہے؟ اور وہ کون ہے؟ خاکسار کے متعلق ایک مرتبہ دریافت فرمایا تو حضرت ام المومنین ایدھا اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: انوار حسین صاحب آموں والے کے لڑکے ہیں تو فرمانے لگے کہ اس کو کہو کہ بیٹھ جائے اور کام نہ کرے۔ مجھے بٹھا دیا اور دوسرے لڑکے کام کرتے رہے۔ ایک مرتبہ حضور بہلی پر گورداسپور مقدمہ کی تاریخ پر جارہے تھے اور ہم بورڈران بھی دور تک ہمراہ پہنچانے کے لئے جارہے تھے۔ میں حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے ساتھ جو میرے ہم عمر ہیں کھیلتا جارہا تھا۔ وہ بہلی میں تشریف رکھتے تھے اور میں ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ راستہ میں جو آک پڑتے ان کے پھول توڑ کر ان کو دیتا جن کو دبانے سے پٹاخے چلتے۔ پھر اور توڑ کر دیتا۔ جب ہم اور کچھ دور پہنچے تو حضور نے ایک گنے کا ٹکڑا مجھے دیا اور فرمایا لو پیاس لگ گئی ہوگی۔ میں نے چوس لیا۔ پھر کچھ فاصلے پر پہنچ کر فرمایا: اب بچے واپس چلے جائیں۔ تھک جاویں گے۔ ہم رخصت ہوکر واپس آگئے۔ اسی طرح ایک مرتبہ ہم حضور کے ہمراہ نہر تک گئے اور رمضان کا مہینہ تھا۔ پیاس لگی ہوئی تھی۔ حضور کو معلوم ہوگیا کہ بعض چھوٹے بچوں کا روزہ ہے۔ تو حضور نے فرمایا: ان کا روزہ تڑوا دو۔ بچوں کا روزہ نہیں ہوتا۔ اس حکم پر ہم نے نہر سے خوب پانی پی کر پیاس بجھائی اور حضور سے رخصت ہوکر قادیان واپس چلے آئے۔

باہر سے اکثر احباب تشریف لاتے تھے اور خوردہ کے خواہش مند ہوا کرتے تھے۔ چونکہ بورڈران میں سے میں چھوٹا تھا اور اندر جایا کرتا تھا۔ احباب کے ذکر کرنے پر خوردہ لانے کے لئے تیار ہوجایا کرتا تھا۔ کھانے کا وقت ہوا تو ام المومنین ایدھا اللہ بنصرہ تعالیٰ سے عرض کرنے پر خوردہ مل گیا۔ کھانے کا وقت نہ ہوا تو بھی حضور خوردہ کی خواہش پر از راہ شفقت روٹی منگوا کر اس میں سے ایک لقمہ کھا کر بقیہ دے دیا کرتے تھے جو میں خوشی خوشی لاکر ان دوستوں کو دے دیا کرتا تھا جنہوں نے مانگا ہوتا تھا۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 139 تا 140)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں آپ کو قادیان بلانے کا ارادہ کیا جس کے متعلق تاریخ احمدیت میں حضورؓ کا ایک مکتوب اور تفصیل یوں درج ہے:

''عزیز مکرم! السلام علیکم۔ آپ کے دونوں خط ملے۔ بوجہ سفر کے جواب نہیں لکھ سکا۔ میں نے آپ کو اس لیے خط لکھا تھا کہ احمدیہ ایجنسی کے لیے تجویز تھی کہ ایجنٹ مقرر کر کے کام کو وسیع کیا جائے۔ میں چاہتا تھا کہ اگر ہو سکے تو آپ کو یہاں بلوالوں۔ ایک اور کام بھی تھا جس کے متعلق امید تھی کہ جلد شروع ہوجائے گا۔ چونکہ آپ کی ایک دفعہ کی گفتگو سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ کو تجارت سے دلچسپی ہے، میں نے آپ کو خط لکھ دیا لیکن فی الحال وہ تجاویز عملی صورت اختیار کرنے سے رہ گئی ہیں اس لئے جب پھر موقعہ ہوا میں آپ کو لکھوں گا۔ ان شاء اللہ۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں آپ اس کام کو اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ والدہ عبدالمنان کی بیماری کے لمبا ہونے سے افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفا عطا فرمائے اور سب خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد''

تاہم حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کو جلد ہی قادیان بلا لیا اور آپ بعض خصوصی خدمات بجالانے لگے۔ حضورؓ کی ذاتی لائبریری کا انتظام، ڈاک کے ضروری کاغذات اور اخبارات کے تراشوں کی حفاظت، حضور کے سفروں کے انتظامات اور بعض دوسرے اہم فرائض آپ کے سپرد ہوتے تھے۔ آپ کا شمار حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے خاص خدام میں ہوتا تھا۔ آپ وجیہ، خوش شکل، باذوق، زندہ دل اور غایت درجہ مستعد اور فرض شناس تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ 193)

آپ نے مؤرخہ 21؍ستمبر 1940ء کو وفات پائی جس پر اخبار الفضل نے لکھا:

''نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محمد یحیٰ خان صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ لمبی بیماری کے بعد کل بعمر 46 سال وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے صحابی تھے۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ مرحوم بہشتی مقبرہ میں دفن کیے گئے۔''

(الفضل 24؍ستمبر 1940ء صفحہ 2)

آپ کی شادی حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ آف بریلی کی بیٹی حضرت فاطمہ بانو صاحبہ (ولادت: 1899ء۔ وفات: 28؍مئی 1976ء مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) سے ہوئی۔ اس طرح آپ حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحبؓ اور حضرت قاضی محمد عبداللہ بھٹی صاحبؓ کے ہم زلف تھے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عبداللطیف صاحب عرف ننھا قصر خلافت ربوہ میں کام کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ۔

(نوٹ: آپ کی تصویر محترم ایڈمرل سہیل خان صاحب حال مقیم ٹورانٹو نے مہیا کی ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔)

ایم رحمٰن

رشتہ ناطہ کے بڑھتے ہوئے مسائل اور ان کا حل

رشتہ ناطہ کے مسائل مختلف وجوہات کی بناء پر بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ پہلے ایک نظر ان بیٹیوں/بیٹوں کے حال پر ڈالتے ہیں جو ٹھکرائے جانے کی تکلیف اور کرب سے گزرتے ہیں۔

ایک خاتون نے بتایا کہ بیرونِ ملک سے کچھ خواتین میری بیٹی کے رشتہ کے سلسلہ میں آئیں اور میری بیٹی کے سامنے اس کے چہرے کے عیب (جو کہ اس نے خود نہیں بنایا) بتانے لگ گئیں (تفصیل لکھنے کی میرا قلم طاقت نہیں رکھتا)۔

ایک اور خاتون نے بتایا کہ ان کی بیٹی کا رشتہ دیکھنے والی نے بیٹی کے سامنے اس کا قد پوچھا۔ پھر وہ کہنے لگیں کہ یہ دیکھنے میں تو چھوٹی لگتی ہے۔ پھر وہ اس لڑکی کو اپنے ساتھ کھڑی کر کے اپنا اور اس کے قد کا موازنہ کرنے لگ گئیں۔ اب ایک لمحہ کے لئے اس بچی کے دکھ کا اندازہ لگائیے کہ اس پر کیا بیتی ہوگی؟ میں نے اس خاتون سے کہا کہ آپ کو ان سے کہنا چاہیئے تھا کہ اگلا رشتہ جب وہ کسی کے گھر میں دیکھنے جائیں تو ساتھ ماپنے والا فیتہ بھی لے کر جائیں۔

پھر ایک رشتہ دیکھنے والی خاتون نے ایک گھر جا کر بچی کے سامنے ہی اسکو اسکے زیادہ وزن ہونے کا احساس دلایا۔ پھر ایک خاتون نے بتایا کہ رشتہ دیکھنے والی لڑکے کی ماں نے میری بیٹی کے سامنے ہیں اس کو اسکی گہری رنگت کا طعنہ دیا۔ اسکے بعد کتنی مدت تک میری بیٹی کسی رشتہ دیکھنے والوں کے سامنے نہیں آئی۔

اسی طرح ایک لڑکے کی والدہ نے بتایا کہ مجھے ایک بچی پسند تھی مگر اس کی والدہ نے صرف اس وجہ سے انکار کر دیا کہ میرے بیٹے کا قد اسکی بیٹی جتنا تھا۔ اور کہا کہ مجھے تو اپنی بیٹی سے کم از کم 4۔5 انچ لمبے قد والا لڑکا چاہئے۔

ایک لڑکی کی بہن نے بتایا کہ ان کو ایک لڑکی اپنے بھائی کے لئے پسند آئی مگر لڑکی والوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ چونکہ ہماری ذات فلاں فلاں ہے اس لئے ہم غیر ذات میں رشتہ نہیں کریں گے۔

ان تکلیف دہ باتوں کی تو ایک لمبی لسٹ ہے۔ مگر مجھے یہ سب مطالبات سن کر لگا کہ جیسے بچوں کی مائیں بہنیں رشتہ دیکھنے نہیں بلکہ کسی شادی بازار میں شاپنگ کر رہی ہوں کہ انکو بہو یا داماد اتنے فٹ لمبا (نہ کچھ کم نہ زیادہ)، اتنا سمارٹ، خوبصورت اور صاف رنگ والا ہی چاہئے۔

لگتا ہے جیسے ہم نے جیتے جاگتے انسانوں کو بھی بے جان مادی اشیاء کی طرح اپنی مرضی کے ترازوؤں میں تولنا شروع کر دیا ہے۔ رشتہ طے کرتے وقت پسند ناپسند کا سب کو حق ہے۔ رشتہ دیکھتے وقت پوشیدہ طور پر ساری معلومات حاصل کریں مگر خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی مخلوق پر کسی قسم کا اعتراض کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ ہمارے لئے ہمارے پیارے نبی سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا یہ ارشاد مشعلِ راہ ہونا چاہئے:

لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً, لَوْ مُزِجَتْ بِمَآءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ

(ابوداؤد کِتَابُ الْاَدَبِ بَابٌ فِی الْغِیبَۃِ حدیث:۴۸۷۵)

ترجمہ: تم نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو کڑوا ہو جائے۔

حضرت عائشہؓ نے اپنی سب سے چھوٹی انگلی دکھا کر حضرت صفیہؓ کو ان کے چھوٹے قد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے چھوٹے قد والی کا طعنہ دیا۔ آنحضرت ﷺ کو جب پتا چلا تو آپ ﷺ بہت ناراض ہوئے۔ اور اس وقت آپ نے مندرجہ بالا ارشاد فرمایا۔

یہ ہمارے لئے بے حد فکر اور خدا تعالیٰ سے ڈرنے کا مقام ہے۔ دنیا داری کی اس رنگ، ذات پات، قد و قامت اور ظاہری شکل و صورت کی دوڑ میں ہم بھاگے جا رہے ہیں۔ رسولِ کریم ﷺ کا یہ مبارک ارشاد رشتہ ڈھونڈتے وقت شاید ہم بھول جاتے ہیں، یا اسکو ترجیح نہیں دیتے:

ترجمہ: ”تو دیندار عورت کو ترجیح دے. اللہ تیرا بھلا کرے اور تجھے دین دار عورت حاصل ہو۔“

(صحیح بخاری کِتَابُ النِّکَاحِ)

ان مسائل کا حل

گھر اللہ تعالیٰ کے رحم و فضل اور تقویٰ سے بستے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندگی کا نام ہی وقت پر صحیح فیصلہ کرنے کا ہے۔ کسی بھی منزل پر پہنچنا ہو تو راستہ صحیح معلوم ہوگا تو منزل پر پہنچیں گے۔ یعنی اگر منزل کراچی کی ہو اور ہم سفر پشاور کی طرف شروع کر دیں تو ہم پشاور ہی پہنچیں گے کراچی نہیں۔ پہلے ہم یہ طے کر لیں کہ ہمیں کیا چاہئے؟ خدا تعالیٰ کی رضا یا دنیا داری۔ کامیاب عائلی زندگی کی کلید تو ہمارے پیارے آقا حضرت محمدؐ 14سو سال پہلے بتا گئے کہ تو دین دار عورت کو ترجیح دے۔ نیکی و تقویٰ کے مضامین صرف اجلاسوں، میٹنگز یا تربیتی سیمینارز میں پڑھنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ رشتہ ناطہ جوڑتے وقت تقویٰ کا اصل مفہوم سامنے رکھنا چاہئے۔ ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔ رشتہ دیکھتے وقت، رشتہ کرتے وقت سے لیکر عملی زندگی شروع ہو جانے کے بعد بھی ساری زندگی تقویٰ کو ہی مدِنظر رکھیں گے تو گھر جنت نظیر بن سکتے ہیں۔ نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی 4 مبارک آیات میں 5 بار تقویٰ کا ذکر آیا ہے۔

کسی لڑکی یا لڑکے کو اسکی ظاہری شکل و صورت یا قد و قامت میں نقص نکال کر (جو کہ خدا تعالیٰ کی تخلیق ہے) لوگوں کے سامنے بیان کرنا گناہ ہے۔ خدا تعالیٰ تو بہت مہربان ہے اور اپنی ساری مخلوق سے بہت محبت کرتا ہے۔ دوسروں کا اس طرح دل دکھانا خدا تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ

(سورۃ الحجرات:12)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! (تم میں سے) کوئی قوم کسی قوم پر تمسخر نہ کرے۔ ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے تو 1400 سال پہلے ہمیں کامیاب ازدواجی زندگی کا نسخہ بتا دیا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

کسی عورت سے نکاح چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ یعنی اس کے مال کی وجہ سے اور اس کے خاندانی شرف کی وجہ سے اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے اور تو دیندار عورت سے نکاح کر کے کامیابی حاصل کر۔

(صحیح بخاری کِتَابُ النِّکَاحِ بَابُ الْاَکْفَاءِ فِی الدِّینِ حدیث:۵۰۹۰)

اگر ہم رشتے کے وقت مال کو مدنظر رکھیں تو پھر تو کسی امیر کی اولاد ناخوش نہیں ہونی چاہیے۔

اب اگر خاندان یا حسب و نسب معیار ہے تو اللہ کا یہ ارشاد سامنے رہے:

”ہم نے تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔“ (سورت الحجرات: 14)

کیونکہ جب اس عارضی دنیا کا اختتام ہوگا تو قبر کی مٹی ایک ہی رنگ کی ہوگی۔ اس پر تو کسی کے حسب و نسب یا جائیدادوں کی تختی نہیں ہوگی۔

اگر ظاہری حسن و خوبصورتی معیار ہے تو انسان کی تو اتنی وقعت ہے کہ اس کو اگلے لمحے کا نہیں پتہ۔ اگر اسکو شدید سر درد ہی ہو جائے تو وہ بستر سے نہیں اٹھ سکتا۔ یہ اللہ کا فضل ہی ہوتا ہے کہ وہ اسکو شفاء دیتا ہے۔ انسان تو اپنی ذات میں اتنا کمزور ہے کہ لمحہ لمحہ خدا تعالیٰ کے رحم کا محتاج ہے۔

اب آخر میں دین داری آتی ہے۔ نیک ماں کی گود سے نیک

نسلیں پلتی ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا

إِنَّمَا الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَلَيْسَ مِنْ مَتَاعِ الدُّنْيَا شَيْءٌ أَفْضَلَ مِنَ الْمَرْأَةِ الصَّالِحَةِ

(ابنِ ماجہ کتاب النکاح)

ترجمہ: دنیا تو سامانِ زیست ہے اور نیک عورت سے بڑھ کر کوئی سامانِ زیست نہیں۔

آپ ﷺ نے تو مؤمن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ اپنی زبان اور ہاتھ سے کسی کو دکھ نہیں دیتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہوکر بآوازِ بلند فرمایا

اے اسلام لانے والے زبانی لوگوں کی جماعت ان کے دلوں تک ایمان نہیں پہنچا ہے! مسلمانوں کو تکلیف مت دو، ان کو عارمت دلاؤ اور ان کے عیب نہ تلاش کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب ڈھونڈتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا عیب ڈھونڈتا ہے، اور اللہ تعالیٰ جس کے عیب ڈھونڈتا ہے، اسے رسوا و ذلیل کردیتا ہے، اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہو۔

(جامع ترمذی أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ حدیث:۲۰۳۲)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط وخال ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محل ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق العباد کا بھی لحاظ رکھنا یہ وہ طریق ہے کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ لِبَاسُ التَّقْوٰی قرآن کریم کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے۔یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہوجائے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ 210.209)

ایک اور جگہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

ہمیں اس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے
کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لقا ہے
ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو یہی دارالجزاء ہے
مجھے تقویٰ سے اس نے یہ جزا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں مسلسل اپنے جائزے لینے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں اور آپ مسلسل رشتہ ناطہ کرتے وقت دعاوں سے کام لیتے ہوئے ”دین داری“ کو مقدم رکھنے کی تلقین فرما رہے ہیں آپ کے خطبات میں رشتہ ناطہ و عائلی مسائل کے تمام حل موجود ہیں۔خصوصاً آپ کے جلسہ سالانہ کے خطبات خواہ وہ جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۱۷ء کے موقعہ پر لجنہ سے خطاب ہو یا جلسہ سالانہ یوکے ۲۰۱۸ء کے موقعہ پر لجنہ سے خطاب ہو یا آپکا کسی بھی جلسہ پر لجنہ سے خطاب ہو ان میں تمام عائلی مسائل کے حل موجود ہیں) اگر ہم نیک نیتی سے آپ کے ہر ارشاد کی مکمل اطاعت کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نا صرف رشتہ ناطہ بلکہ ہر طرح کے مسائل ٹھیک ہوجائیں۔

کیونکہ اچھے رشتوں کے مسائل، عائلی مسائل، تفکرات، ھم وغم ۔۔۔ دیگر سب دکھ درد کا حل، اطاعت خلافت میں ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے عافیت، ترقی، امن و سلامتی اور رحمتوں وبرکتوں کا تعویذ ہے۔

آپ فرماتے ہیں

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام مومنوں کو یہ فرما رہے ہیں کہ ایک لڑی میں پروئے جانے کے بعد تم ایک دوسرے کی تکلیف کو محسوس کرو۔ میاں بیوی کا بندھن تو اس سے بھی آگے قدم ہے۔ اس سے بھی زیادہ مضبوط بندھن ہے۔ یہ تو ایک معاہدہ ہے جس میں خدا کو گواہ ٹھہرا کر تم یہ اقرار کرتے ہو کہ ہم تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔تم اس اقرار کے ساتھ ان کے لئے اپنے عہد و پیمان کر رہے ہوتے ہو کہ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ہم ہر وقت اس فکر میں رہیں گے کہ ہم کن کن نیکیوں کو آگے بھیجنے والے ہیں۔ وہ کون سی نیکیاں ہیں جو ہماری آئندہ زندگی میں کام آئیں گی۔ ہمارے مرنے کے بعد ہمارے درجات کی بلندی کے کام بھی آئیں۔ ہماری نسلوں کو نیکیوں پر قائم رکھنے کے کام بھی آئیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس وارننگ کے نیچے یہ عہد و پیمان کر رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خبیر ہے۔ جو کچھ تم اپنی زندگی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کرو گے یا کر رہے ہو گے دنیا سے تو چھپا سکتے ہو لیکن خدا تعالیٰ کی ذات سے نہیں چھپا سکتے۔ وہ تو ہر چیز کو جانتا ہے۔ دلوں کا حال بھی جاننے والا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 24 جون 2005ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان مبارک نصائح پر کما حقہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆...☆...☆

آج کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَفَانِي، وَآوَانِي، وَأَطْعَمَنِي، وَسَقَانِي، وَالَّذِي مَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ، وَالَّذِي أَعْطَانِي فَأَجْزَلَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ، وَإِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ، أَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ

(ابوداؤد کتاب النوم باب ما یقال عند النوم حدیث:۵۰۵۸)

ترجمہ: ”تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے (ہر طرح سے) میری کفایت کی اور مجھے رہنے کی جگہ عنایت فرمائی، مجھے کھلایا، پلایا اور جس نے مجھ پر احسان کیا اور بہت زیادہ کیا، جس نے مجھے دیا اور بہت خوب دیا۔ ہر حال میں اللہ ہی کی تعریف ہے۔ اے اللہ! اے ہر چیز کے پروردگار اور اس کے مالک! اے ہر چیز کے معبود! میں آگ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

یہ سید و مولیٰ پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی رات سوتے وقت کی جامع دعا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

عبدالباسط شاہد مربی سلسلہ۔ یوکے

وقت ہی نہیں ملتا

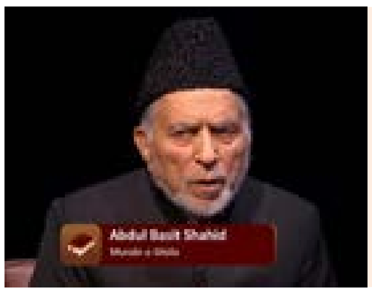

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالی عنہ نے وقف زندگی کی نہایت مفید وبابرکت تحریک شروع فرمائی تو جماعت نے عجب والہانہ انداز میں قربانی کی شاندار مثالیں قائم کرتے ہوئے اپنے بچوں اور نوجوانوں کو ہر قسم کے دنیوی فوائد کو نظرانداز کرتے ہوئے خدمت دین کے لئے پیش کر دیا۔ ابتدائی واقفین زندگی کی خوش قسمتی وسعادت میں کیا شک ہوسکتا ہے۔ انہوں نے آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے عمدہ روایات قائم کرتے ہوئے اپنی زبان سے ہی نہیں اپنے عمل سے یہ دکھادیا کہ مشکلات وتکالیف خدمت دین کے رستہ میں روک نہیں بن سکتیں۔ سچا جذبہ اور محنت ولگن کامیابی کی ضمانت اور خدا تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

ابتدائی واقفین کو یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالی عنہ کی ہدایت کے مطابق وہ بڑی باقاعدگی اور پابندی سے اپنے روزانہ معمولات کی رپورٹ یا ڈائری حضور کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ ان کی ڈائری میں یہ امر بھی شامل ہوتا تھا کہ صبح کس وقت جاگے اور اس کے بعد حوائج ضروریہ سے فراغت میں کتنا وقت لگا اور اس کے بعد معمول کے کام کتنے بجے شروع کئے۔ اس ابتدائی تربیت کا مقصد یہ تھا کہ واقف زندگی کو یہ احساس ہوجائے کہ اس نے دن رات میں کوئی وقت بھی ضائع نہیں کرنا۔ بعض اوقات دیکھنے میں آتا ہے کہ انسان بغیر سوچے سمجھے عادتاً اپنا وقت صحیح مفید اور Productive کاموں میں لگانے کی بجائے اس قیمتی متاع کو جو ایک دفعہ ہاتھ سے نکل جانے کے بعد کبھی کسی قیمت پر واپس نہیں مل سکتی بلاوجہ سستی میں ہی ضائع کر دیتا ہے۔ اس کی بجائے اگر ہم اپنا وقت سوچ سمجھ کر مفید اور ضروری کاموں میں خرچ کریں تو اس میں حیرت انگیز طور پر برکت پڑ جائے گی اور یہ کہنے کی نوبت بہت کم آئے گی کہ:

’’.. کیا کیا جائے۔ کام بہت ہے۔ وقت ہی نہیں ملتا..‘‘

عام طور پر یہ مشکل ان لوگوں کو پیش آتی ہے جو اپنے وقت کے استعمال میں پوری طرح محتاط نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص صبح سویرے اٹھ کر اپنے معمولات شروع کرتا ہے۔ بستر پر کروٹیں بدلتے ہوئے وقت ضائع نہیں کرتا۔ غسلخانہ میں بھی ضرورت سے زیادہ وقت نہیں لگاتا۔ اسے اپنی اس اچھی عادت کی وجہ سے صرف یہی نہیں کہ نوافل، نماز، تلاوت وغیرہ کے لئے بہت کافی وقت مل جائے گا بلکہ یہ امر اسے اچھی صحت کی نعمت سے بھی مالامال کر دے گا۔ اس کا ایک اور بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ اسے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ گزارنے کے لئے بہت اچھا وقت مل جائے گا جس میں بہت سے خاندانی اور تربیتی مسائل خود بخود حل ہوتے چلے جائیں گے۔ میاں بیوی کے تعلقات کی بہتری اور بچوں کی شخصیت میں نکھار اور عمدگی بھی آجائے گی۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص صبح اٹھنے میں دیر کرتا ہے اور سستی کی وجہ سے بستر میں کروٹیں لیتا رہتا ہے وہ یہ احساس ہی نہیں کرتا کہ اس طرح وہ اپنی زندگی کے کتنے قیمتی لمحات ضائع کر رہا ہے۔ وہ دیر سے اٹھنے کی وجہ سے نوافل، نماز، تلاوت بلکہ غسل اور وضو وغیرہ ضروری امور کو پورا وقت نہیں دے سکے گا بہت ممکن ہے کہ جلدی جلدی یہ سب کام کرنے کی وجہ سے وہ اپنے بیوی بچوں کو وہ توجہ اور پیار دینے کی بجائے گھبراہٹ اور جھنجلاہٹ میں ان پر اپنا غصہ اتارنے کی کوشش کرے۔ اس طرح پیار ومحبت اور افہام وتفہیم کی بجائے باہم تعلقات میں سردمہری بلکہ ناراضگی وغیرہ راہ پالیں اور یہ ساری نحوست صرف اس وجہ سے ہوگی کہ وقت کا صحیح استعمال نہیں کیا گیا۔ اگر خاتون خانہ بھی

ملازمت یا اپنے کام پر جاتی ہو تو جلد اٹھنا اور وقت کا خیال رکھنا اور زیادہ ضروری ہوجائے گا۔

ان مصروفیات کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان قیلولہ یا تفریح میں وقت نہ لگائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ان کو بھی باقاعدگی اور نظم وضبط سے کیا جائے۔ نیند اور تفریح اپنی جگہ ضروری ہے مگر ہمیں یہ ضرور علم ہونا چاہئے کہ ہم نیند یا تفریح کے نام پر اپنا وقت فضول ضائع نہ کریں۔ دنیا میں کامیاب زندگی گزارنے والے وہی لوگ ہوئے ہیں جو اپنے وقت کی قدر وقیمت کو سمجھتے ہوئے اسے عمدگی سے استعمال کرتے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 26 مارچ 2004)

☆...☆...☆

طلوع وغروب آفتاب

08 اپریل 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:50	18:38
مدینہ منورہ	04:47	18:41
قادیان	04:45	18:53
ربوہ	04:25	18:33
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:53	19:48

رپورٹ از فہیم احمد خادم نمائندہ گھانا

رپورٹ مقابلہ اذان جامعۃ المبشرین گھانا

خدا تعالی کے فضل سے جامعۃ المبشرین گھانا میں مورخہ 2 مارچ 2021 بروز منگل مقابلہ اذان منعقد ہوا۔

اس مقابلہ میں چار گروپس یعنی امانت، دیانت، شجاعت اور صداقت کے کل بارہ طلباء نے حصہ لیا۔ مکرم الحسن الحسن احمد صاحب استاد جامعۃ المبشرین اور مکرم حافظ خلیق بشیر صاحب استاد مدرستہ الحفظ مقابلہ میں بطور جج شریک ہوئے۔ طلباء کو ترنم، ادائیگی اور تحسین کی بنیاد پر پرکھا گیا۔

اس مقابلہ میں مالی کے طالب علم عزیزم علی تمینے صاحب فاتح رہے۔ دوسرے نمبر پر آنے والے طالب علم عزیزم یوسف اوسئی صاحب کا تعلق گھانا سے ہے۔ جبکہ تیسری پوزیشن عزیزم واترا آمو صاحب نے حاصل کی۔ انکا تعلق آئیوری کوسٹ سے ہے۔ مجموعی طور پر صداقت گروپ پہلے نمبر پر رہا۔

اللہ تعالی ان شاملین مقابلہ اور اساتذہ کو جزاء خیر عطاء فرمائے۔ آمین